آج خیر الوریٰ کا ماتم ہے
سرورِ انبیا کا ماتم ہے

شش جہت میں نہ کیوں ہو شور و بکا
حضرتِ مصطفیٰ کا ماتم ہے

کیوں نہ روئے فلک پہ حور و ملک
خاتمُ الانبیا کا ماتم ہے

جو کہ محبوبِ حق تعالیٰ ہے
اُس حبیبِ خدا کا ماتم ہے

مرد و زَن کیوں نہ ہووے نعرہ زناں
مظہرِ کبریا کا ماتم ہے

جس کو دُرِّ یتیم کہتے ہیں
اُس دُرِ بے بہا کا ماتم ہے

جا ہے رونے کی رولو اے یارو
وَالدِ فاطمہ کا ماتم ہے

چھاتی کوٹو مجبو سر پیٹو
مالکِ دوسرا کا ماتم ہے

راہ سیدھی دکھائی ہے جس نے
آج اُس رہنما کا ماتم ہے

ہووے محشر نہ کیوں جہاں میں بپا
شاہِ ارض و سما کا ماتم ہے

جو کہ سردار انبیا کا ہے
آج اُس پیشوا کا ماتم ہے

کیوں نہ گِریاں ہو ہر ولیِّ خدا
مالکِ اولیا کا ماتم ہے

نوحہ اِخلاص پڑھ بہ درد و بکا
آج خیر الوریٰ کا ماتم ہے

آج مولی علی کا ماتم ہے
مصطفی کے وصی کا ماتم ہے

جس کو کہتے ہیں لوگ شیرِ خدا
اُس علیِ ولی کا ماتم ہے

جس کو بھائی رسول کہتے تھے
اُس نبی کے اَخی کا ماتم ہے

نعرہ ئے آہ کیوں نہ دل سے اُٹھے
جانشینِ نبی کا ماتم ہے

فرش سے عرش تک ہے رونے کا غُل
مظہرِ اَیزدی کا ماتم ہے

جس نے گردن کٹائی سجدے میں
آج اُس مُتقِی کا ماتم ہے

کیوں نہ اخلاص ہو بپا محشر
آج مولی علی کا ماتم ہے

آج خیرالنسا کا ماتم ہے　　　دخترِ مصطفی کا ماتم ہے

جس کو کہتے ہیں فاطمہ زَہرا　　　آج اس مہ لقا کا ماتم ہے

ہاتھ چھاتی پہ مارو اے یارو　　　بیگمِ مرتضی کا ماتم ہے

جس کی " اُمِّ اَبِیہا" کنیت ہے　　　آج اُس پارسا کا ماتم ہے

کیوں نہ ہووے جہاں میں شور و بکا　　　مومنوں فاطمہ کا ماتم ہے

ٹکڑے ٹکڑے جگر کے ہووے نہ کیوں　　　مادرِ مجتبی کا ماتم ہے

خوں کا دریا رواں ہو آنکھوں سے　　　اُمِّ گلگوں قَبا کا ماتم ہے

جس پہ بعد نبی ہوئے ہیں ستم　　　اُس اَسیر بلا کا ماتم ہے

آج امامِ حسن کا ماتم ہے
سرورِ سبز تن کا ماتم ہے

جس کا ٹکڑے ہوا ہے زہر سے دل
اُس امامِ زمن کا ماتم ہے

تیر جس کے جنازے پر آئے
ہائے گلگوں کفن کا ماتم ہے

جو ہے گلزارِ مصطفی کا گل
آج اُس گلبدن کا ماتم ہے

کیوں نہ پھٹ جائے آج شیعوں کے دل
عاشقِ ذوالمنن کا ماتم ہے

صورتِ گل کرو گریبان چاک
آج غنچہ دہن کا ماتم ہے

مرد و زَن میں نہ کیوں ہو حشر بپا
مالکِ مرد و زن کا ماتم ہے

کیوں نہ اخلاص اشک خوں روئے

آج امامِ حسن کا ماتم ہے

وامحمداہ وامصیبتاہ

بنتِ فاطمہ در بدر پھرے شہ کا سر کٹے رَن میں بے خطا

بنت فاطمہ در بدر پھرے

دیکھ کر جسے مِہر تک چھپے بے ردا کرے اے فلک اُسے
روحِ مصطفی جانِ مرتضی بنت فاطمہ در بدر پھرے

دردِ غم سے منہ سب اَٹا ہوا لے کے بھائی کا سر کٹا ہوا
شِہر شام میں ہو کے بے ردا بنت فاطمہ در بدر پھرے

سر پے شہ نہیں مجتبی نہیں مرتضی نہیں مصطفی نہیں
ہو کے بے نوا ہو نہ کیوں بھلا بنت فاطمہ در بدر پھرے

زلزلے میں ہو کیوں نہ نینوا کیوں نہ پھر ہلے دشتِ کربلا
ہائے فوج شام چھین لے ردا بنت فاطمہ در بدر پھرے

روئے شاہ کو دشت میں نبی — اور گلے ملے ہنس کے امتی
پردے میں رہے ہند بے حیا — بنت فاطمہ در بدر پھرے

دَم گُھٹا ہوا دل پھٹا ہوا — گھر لُٹا ہوا سر کُھلا ہوا
چہرے پر مَلے خاکِ کربلا — بنت فاطمہ در بدر پھرے

نینوا کے دشت میں حشر کا سامان ہے
بھوکا پیاسا ہائے ہائے امت کا مہمان ھے

کہتی تھی زینب بہن بھیا اب کوئی نہیں
کہتے تھے شاہ زمن اللہ نگہبان ہے

خیمے جلے گھر لٹے اہل حرم قید ہو
امت جد پر میرا گھر کا گھر قربان ہے

شمر ڈر اللہ سے اُٹھ سینہء شاہ سے
سینہء شبیر تو پارہء قرآن ہے

ہاتھوں پہ اصغر کو لے شاہ یوں کہنے لگے
پانی پلادو اسے بچہ یہ نادان ہے

پیدل چلتے جاتے ہیں درے کھائے جاتے ہیں
عابد بیمار کے صبر کی یہ شان ہے

المرثية الشريفة

في رثاء سيد الشهداء مولانا الامام الحسين ع

قالها المولى العلامة سيدي عبدعلي محيي الدين قس

بِنَفْسِي غَرِيبَ الدَّارِ مُلْقًى عَلَى الثَّرٰى
بِلَا كَفَنٍ فِي كَرْبَلَاءَ مُعَفَّرَا

مُعَلًّى عَلٰى رَأْسِ الرُّدَيْنِيِّ رَأْسُهٗ
يَمِيلُ بِهٖ مَيْلَ الرُّؤُوْسِ مِنَ الْكَرٰى

وَاَصْحَابُهٗ صَرْعٰى عَلَى الْاَرْضِ حَوْلَهٗ
وَعِتْرَتُهُ الْاَطْهَارُ فِي الْاَسْرِ حُسَّرَا

لَئِنْ نَسَبُوْهُ صَادَفُوْهُ ابْنَ اَحْمَدٍ
وَ اُمًّا لَهُ الزَّهْرَاءَ وَالْاَبَ حَيْدَرَا

فَمَا جَهِلُوا وَاللهِ قُرْبَاهُ ، وَالَّذِي
تَنَزَّلَ فِيهِ فِي الْكِتَابِ مُفَسَّرَا

وَلَكِنَّ نَارًا فِي الْحَشَا جَاهِلِيَّةً
فِي وَدَاءً دَفِيْنًا مِنْ اُمَيَّةَ قَدْ سَرىٰ

وَاَحْقَادَ اَحْزَابٍ وَبَدْرٍ قَدِ انْطَوَتْ
عَلَيْهَا صُدُوْرُ الْعَبْشَمِيَّةِ اَعْصُرَا

فَلَمَّا اَصَابَتْ دَوْلَةَ الْكُفْرِ اَظْهَرَتْ
عَلىٰ اَصْفِيَاءِ اللهِ مَا كَانَ مُضْمَرَا

وَيَوْمُ يَزِيْدٍ فِيْ بَنِي الطُّهْرِ اَحْمَدٍ
لَجُلّٰى عَلَى الْاِسْلَامِ قَاصِمَةُ الْقَرَا

بَنَاتُ رَسُوْلِ اللهِ سَبْيُ اُمَيَّةٍ

وَبُدِّدَ فِيْ اَوْلَادِهِ الْمَوْتُ اَحْمَرَا

وَنجْلُ حُسَيْنٍ وَهُوَ نَهْكُ شِكَايَةٍ

لَقَدْ صَيَّرُوْهُ بِالصِّفَادِ مُسَوَّرَا

بِهِ حُرُمَاتُ اللهِ مُزِّقَ حُجْبُهَا

وَاَصْبَحَ وَجْهُ الدِّيْنِ اَشْعَثَ اَغْبَرَا

وَطَيْبَةُ عَادَتْ بَعْدَ مَا كَانَ سُوْحُهَا

مَرَاتِعَ اُنْسٍ ، وَحْشَةَ الرَّبْعِ اَقْفَرَا

وَقَبْرُ رَسُوْلِ اللهِ وَالنُّوْرُ ضِمْنَهُ

غَدَا يَوْمَئِذٍ دَاجِي الْجَوَانِبِ اَكْدَرَا

وَجُرْأَةُ شِمْرٍ فِي ابْنِ فَاطِمَةٍ ، لَهَا

تَكَادُ سَمَاءُ اللهِ اَنْ تَتَفَطَّرَا

وَذَلَّتْ بَنُوالْاِسْلَامِ فِيْ كُلِّ مَوْضِعٍ

وَقَدْ جُرِّعُوْا كَأْسَ الْمَنِيَّةِ مُمْقِرَا

اَيَا سَاكِنِيْ طَفٍّ سَقَى اللهُ رَبْعَكُمْ

سَحَابَةَ قُدْسٍ لَاتَغُبُّ كَنَهْوَرَا

وَصَلَّى عَلَى جَدِّ الْحُسَيْنِ وَاٰلِهِ

اِلٰهُ الْوَرٰى مَا الْاَمْرُ فِيْ نَسْلِهِ جَرٰى

قَالَتْ بَانُو نَجْلِيَ اَصْغَرْ

عُدْ اِلَيَّ سَرِيْعاً! نَجْلِيْ عُدْ اِلَيَّ سَرِيْعًا!

سَوْفَ تَخَافُ اللَّيْلَ اَطِفْلِيْ

عُدْ اِلَيَّ سَرِيْعاً! نَجْلِيْ عُدْ اِلَيَّ سَرِيْعًا!

ذَهَبَ الْاَصْغَرُ يَطْلُبُ مَاءً مَعَ اَبِيْهِ الْحُسَيْن

اَشْكُو لِمَنْ حُزْنِيْ وَبُكَائِي اَيْنَ الْاَحِبَّةُ اَيْن

نَجْلِيْ عُدْ اِلَيَّ سَرِيْعًا!

مَهْدُكَ خَالٍ قَدْرُكَ عَالٍ عَنِّيْ كَيْفَ تَغِيْب

طَمِّنْ قَلْبِيْ نَجْلِيَ اَصْغَرْ أَنْتَ مِنْهُ قَرِيْب

نَجْلِيْ عُدْ اِلَيَّ سَرِيْعًا!

قَلْبَكَ قُل لِيْ كَيْفَ أُرَاضِيْ يَا نُوْرَ الْعَيْنَيْن
اَيْنَ سَتَرْحَلُ بَعْدَكَ قَلْبِيْ يَدْمَعُ حُزْنًا اَيْن
نَجْلِيْ عُدْ اِلَيَّ سَرِيْعًا!

كُنْتَ سَعِيْدًا وَقْتَ ذَهَابٍ تَطْلُبُ شُرْبَةَ مَاء
لَمْ نَكُ نَعْرِفُ اَنَّ بِسَهْمٍ مِنْكَ يَسِيْلُ دِمَاء
نَجْلِيْ عُدْ اِلَيَّ سَرِيْعًا!

فَقْدُكَ طِفْلِيْ أَوْحَشَ قَلْبِيْ كَيْفَ سَأَسْلُو كَيْف
اَحْمِلُ مَهْدًا كُنْتَ عَلَيْهِ كَيْفَ سَيَخْلُو كَيْف
نَجْلِيْ عُدْ اِلَيَّ سَرِيْعًا!

جب شمر نے جُدا کیا تَن سے سرِ حسین
سیدانیاں خیام میں سب کر رہی تھی بَین
نہ آسرا تھا کوئی نہ دل کو سکون و چین
مائیں تلاش کرتی تھی اپنے وہ نورِ عین

خیموں کو لوٹنے کے لیے آئے دشمناں
ہائے یہ اہل بیت پہ آیا ہے کیا زماں

آوازِ خوفناک ملاعیں نکال کر
ہتھیار اُٹھائے ہووے آئے وہ بَد سِیر
شُعلوں سے جلانے لگے ہائے نبی کا گھر
فریاد کر رہی تھی وہ زینب یہ دیکھ کر

اے بھائی ظُلمران سے ہم کو بچائیے
ماں جائے میرے آئیے صورت دکھائیے

خیمے میں خستہ تن تھے جو زین العبا شہا
دشمن نے زخمی بھالے سے ہے آپکو کیا
لاغر تھا ایسا تن کہ نہ اُٹھنے کا دم رہا
مسند نبی کی لوٹ لی قیدی بنا دیا

بے انتہا یہ ظلم پہ صابر رہے اِمام
رب کی قضاء و قدر پہ شاکر رہے اِمام

بانو سے خزانے کا لعیں نے کیا سوال
بولی خزانے میرے تھے دونو وہ میرے لال
برچھی سے ایک کا کیا سینہ جو خَستہ حال
معصوم کا گلَا کیا تیرِ جفاء سے لال

پوری کمائی عمر کی مقتل میں لُٹ گئی
باقی ہے میرے پاس یہ گھوارئے علی

پھر شمر نے سکینہ کے دو ہاتھ کو پکڑ
مارے طمانچے زور سے بچی کے گال پر
کانوں کو اُسکے چیر کے جو لے لیے گُہَر
کُرتا ہوا یتیم کا ہائے لہو میں تر

یوں درد سے پُکاری سکینہ اے بابا جاں
مظلوم ہے پیاری سکینہ اے بابا جاں

دُختر کو اپنی سینے سے بابا لگائیے
آغوش میں سکینہ کو اپنی اُٹھائیے
عمّو میں اکیلی ہوں یہاں جلد آئیے
خواہر کو اپنی اے علی اکبر سنبھالئیے

اُس دم ہے اُٹھی کربلا میں یک بیک غُبار
دیکھا نِقاب پوش ایک آئے ہیں شہ سوار

ہیں آ گئے حسین یوں ہر سو اُٹھی ندا
آئے ہیں میرے بابا سکینہ نے دی صدا
اصغر کو میں نہ مانگونگی بانو نے یہ کہا
حسرت ہے اتنی رخ کا ہو دیدار پر بہاء

کچھ تو جواب زینبِ مضطر کو دیجیئے
زخمی ہے سکینہ شَہا مَرہَم تو کیجیئے

میں تو نہیں حسین ! یوں بولے وہ شِہ سوار
فریاد کر رہی تھی سکینہ جو اَشک بار
اُٹھی سرِحسین سے تا عرش یہ پُکار
اے میرے خدا تو ہی ہے بےکس کا مددگار

تب حُکم ہُوا جاؤ حفاظت کے واسطے
خدمت میں فرشتہ ہوں حمایت کے واسطے

روتے ہوے امام نے اس دم اسے کہا
جنت میں سدھارے سبھی کوئی نہیں رہا
کانٹوں پہ لے چلونگا میں تا شام قافلہ
یہ سنتے ہی فرشتہ وہ بے ہوش ہو گیا

آئی نداء کبریا شاباش اے ملک
رونے کا حق ادا کیا شاباش اے ملک

اجڑے چمن کو لیکے وہ سجاد ناتواں
گردن میں بھاری طوق تھا ہاتھو میں بیڑیاں
گر گر کے اٹھ رہا تھا وہ بیمار ساربان
بندھے رسن میں ہاتھ تھے بے پردہ بیبیاں

زین العبا نے وقت وہ کیسے گذارا تھا
اعدا نے جب کے شہ کا بھرا گھر اجاڑا تھا

پیدل چلے وہ جاتے تھے شبیر کے پسر
تھی گرم ریت کانٹے بچھائے تھے راہ پر
ظلم و ستم کی گردشیں تھی موڑ موڑ پر
رکتے تو درّے مارتے تھے ہائے بد سیر

کچھ سوچ کر یوں راہ میں روتے امام ہیں
شاید نظر میں آپ کے بازار شام ہیں

آئے مدینہ روتے ہوئے شاہ ذی وقار
ویران گھر کو دیکھ کے دل کو نہ تھا قرار
کہتے تھے دل کو تھام کے آنکھیں تھی اشک بار
کس جرم کی سزا کہ لیئے ہم تھے سازوار

پردیس میں یوں لٹ گئے بے یار ہو گئے
در در کی کھا کے ٹھوکرے لاچار ہو گئے

پھر شہ نے روتے روتے سنایا جو دل کا حال
گلشن ہووا تھا زہرا کا کس طرح پائے مال
دربار میں یزید کے ہم سب تھے بے نڈھال
چبتا تھا دل میں دیکھ کے بنت علی کا حال

امت کا میں امام تھا ، بے کس غریب تھا
کس کو بلاتا ہائے نہ کوئی رقیب تھا

اصغر کو کوئی روتی تھی اکبر کا تھا الم
عباس کی جدائی تھی بابا کا دل میں غم
اک بچی کو تو قید میں ہی کھو چوکے ہیں ہم
پردیس میں یوں لٹ گئے سب کچھ ہووا ختم

در چھین گئے سکینہ کے ، میں کچھ نہ کر سکا
آنکھو کے آگے خیمہ جلے، کچھ نہ کر سکا

نانا سے جو کیا تھا وہ وعدہ نبھا دیا
بابا نے راہ رب میں بھرا گھر لٹا دیا
ہر ظلم شاہ دین نے ہنس کر اٹھا لیا
جلتی زمیں پہ آخری سجدہ بجا دیا

وہ ظلم ہو رہا تھا کہ ، دنیا الٹ گئی
جب زیر تیغ گردن شبیر کٹ گئی

سر نیزو پہ شہیدو کہ لاشے تھے بے کفن
دل غم سے پھٹ رہا تھا تھے اشکو سے پر نین
دربار میں یزید کے آئے یوں خستہ تن
زینب کا سر کھلا تھا بندھے ہاتھ از رسن

کیوں کر نبی کی ال پہ یوں ظلم دھاتے ہیں
بازار میں یتیمو کو در در پھراتے ہیں

سیف الہدی کہ لب سے جو سنتے ہے یہ بیاں
کرب و بلا میں کیسی قیامت ہوئی عیاں
آنکھو سے اشک ہوتے ہے مثل مطر رواں
ذکر حسین سے ہے یہ دعوت جو پر بہاں

داعی ہے یہ حسین کے سیف الہدی ہمام
باقی تو رکھنا شاہ کو سدا باری ذو انتقام

یہ کہتے تھے شہ والا سکینہ ہم نہیں ہونگے

یہ کہتے تھے شہ والا سکینہ ہم نہیں ہونگے
ستائینگے تمہیں اعدا سکینہ ہم نہیں ہونگے

اُٹھو سینے سے لگ جاؤ کہ ہم مرنے کو جاتے ہیں
ابھی ایک حشر سا ہوگا سکینہ ہم نہیں ہونگے

طمانچے مار کر گوہر تمہارے چھینے جائینگے
جب ایسا وقت آئیگا سکینہ ہم نہیں ہونگے

بھرا دربار ہوگا اور تمہارا امتحاں لینگے
یزید بے حیاء ہوگا سکینہ ہم نہیں ہونگے

اگر نانا کی امت سے تمہیں صدمہ کوئی پہنچے
تو تم بس صبر ہی کرنا سکینہ ہم نہیں ہونگے

یہ کہہ کر چل دیئے مشتاق بس رن کو شہ والا
پھریگا در بدر کنبہ سکینہ ہم نہیں ہونگے

صدا یہ دیتی ہے خواہر حسین آ جاؤ
میں جا رہی ہوں کُھلے سر حسین آ جاؤ

کہاں پہ جائیں کہ ظالم نے گھر جَلا ڈالا
اندھیری شام ہے جلتی زمین ہے صحرا
حرم تمہارے ہیں بے گھر حسین آ جاؤ

ہر ایک بی بی کو چُن چُن کے بے ردا کر کے
ستا ستا کے یزیدوں کی فوج کے آ گے
کھڑا کیا ہے کُھلے سر حسین آ جاؤ

کِسی کے گھر میں اٹھارہ جنازے نکلے ہوں
ہو ساری بیبیاں بیوہ یتیم بچّے ہوں
اُن ہی کو لُوٹے ستمگر حسین آ جاؤ

میں غمزدہ ہوں مُجھے اور بھی ستاتے ہیں
تمہارا روند کے لاشہ مجھے دِکھاتے ہیں
اور اُس پہ لاش ہے بے سر حسین آ جاؤ

رسن میں باندھے ہیں بارہ گلے لعینوں نے
جو سانس رُکتا ہے گُھٹ کر تو روتے ہیں بچّے
رحم نہ کھائے جفا گر حسین آ جاؤ

سکینہ روتی تھی بابا کا سر بھی روتا تھا
تھی بیکسی نہ اسیروں کا زور چلتا تھا
اے دنیا خاک ہے تُجھ پر حسین آ جاؤ

بَرائے ماتمِ سرور پیئے عزاداری
بقا ہو سیفِ ہدی کی بہ صد شفا کُلّی
دو اِن کو قوّتِ حیدر حسین آ جاؤ

سورج سے ذرا کہہ دو پردے میں چلا جائے
زینب کی اسیری کا افسانہ کہا جائے

دریا کے کِنارے پر پہرے ہے لعینوں کے
کونین کے والی کو پانی نہ دِیا جائے

اے ثانیءِ زہرا مُنھ بالوں سے چھپا لینا
تطہیر کی چادر کو جب چھین لِیا جائے

اللہ رے قیامت ہے کربل کے بیاباں میں
قاسم کا جواں لاشہ پامال کِیا جائے

سوچا یہ سِتم گر نے شبّیر کو تڑپا کر
تُربت میں محمد کو بے چین کِیا جائے

دریا کا کِنارا ہو قبضہ میں تیرے ظالم
اور سِبطِ پیمبر کو پانی نہ دِیا جائے

اکبر کی جوانی میں یہ کون نظر آیا
عاشور کی شب چل کر لیلےٰ سے سُنا جائے

گُھٹ گُھٹ کے اسیری میں چُپ ہوگئی معصومہ
تاریکیءِ زنداں کا کیا حال کہا جائے

عابد کی اسیری کا کیا حال سُناؤں میں
بیمار ہے وہ غازی دِل غم سے چھدا جائے

بے شِیر رہا تشنہ دریا کے کِنارے پر
یہ ظلم تیرا ظالم کِس کِس سے کہا جائے

پکاری زینبِ مضطر میرے حسین آؤ
کہاں ہو میرے برادر میرے حسین آؤ

نہ دوپہر میں کہیں آئی ہے قضا ایسی
نہ آئی شام کوئی شام کربلا جیسی
لٹا نہ ایسا بھرا گھر میرے حسین آؤ

میں جانتی ہوں کٹھن ہے میرا سفر بھائی
وہ شام کوفہ کی گلیاں ہے رہ گذر بھائی
نہ ہوگا مقنع نہ چادر میرے حسین آؤ

پرائے دیس میں زینب تو ہو گئی تنہا
نہ سر پہ بھائی کا سایا نہ ساتھ بچوں کا
کہاں گئے میرے دلبر میرے حسین آؤ

جوان بیٹا پکارے ضعیف بابا کو
لگی ہے سینے میں برچھی اے بابا جاں آؤ
ہے دم کا مہماں یہ اکبر میرے حسین آؤ

اُٹھا کے ہاتھوں پہ شبیر نے دِکھایا ہے
طلب پہ آب کے بدلے میں تیر کھایا ہے
نہ آیا لوٹ کے اصغر میرے حسین آؤ

گلے پہ خنجر خوں خوار چلتے دیکھا ہے
تڑپتے خاک پہ بھائی کو اپنے دیکھا ہے
پکارا عرش بھی رو کر میرے حسین آؤ

نہیں ہے کوئی دعا اور اِس دعا کے بعد
یہ سیفِ دین رہے شاد اور سدا آباد
ہمیشہ شہ کی مدد پر میرے حسین آؤ